فرحانہ انجم

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر غنچہ بیگم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی پشاور

فرزانہ تبسم

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی پشاور

حکیم محمد سعید: حیات اور سفرنامہ نگاری

Farhana Anjum
PhD Urdu Research scholar, Deptt of Urdu, Sarhad University Peshawar
Dr.Ghuncha Begam
Assistant Professor, Deptt; of Urdu, Sarhad University Peshawar
Farzana Tabassum
PhD Urdu Research scholar, Deptt; of Urdu, Sarhad University Peshawar

Hakeem Muhammad Saeed: Life and Travelogue

Hakeem Muhammad Saeed's personality has many facets. He was also a physician, educationist, writer, travel writer and social personality. He was a friend and mourner of the young people of his nation. He proved to be a great thinker and a great leader for Pakistan. You have traveled to many countries and saved your travel stories in the form of travelogues. The number of his travelogues is more than forty. His travelogues are a wealth of information along with knowledge and literature. In the article under review, apart from his scholarly and literary achievements, his travelogues have also been critically evaluated.

Keywords: *Hakeem Muhammad Saeed, Personality, Physician, Educationlist, Writer, Thinker.*

حکیم محمد سعید نے بہت سے شعبوں میں محنت و کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ ان کی خصوصاً طب مشرق کی ترقی و استحکام کا ریکارڈ شاندار ہے۔ ان کی سرگرمیاں ہمہ وقت جاری رہتیں۔ معاشرے کی بدلتی ہوئی صورتحال

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

اور بگڑتے حالات کو سنبھالنے اور انسانیت کی فلاح کے لئے انھوں نے اپنی زندگی داو پر لگادی۔ انھوں نے اپنے سفر ناموں کو اصلاح کا ذریعہ بنایا۔ (1) انھوں نے معاشرے کو مضبوط اقدار پر ڈھالنے نونہالوں اور نوجوانوں کے مستقبل کو محفوظ بنانے اور پاکستان کی سلامتی کے لیے بہت تگ و دو کی۔ انھوں نے صحیح معنوں میں خود کو حکیم الامت ثابت کر کے دنیا میں عزت و مقام حاصل کیا۔

۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو دہلی کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہونے والے حکیم محمد سعید ایک متحرک شخصیت تھے۔ وہ بچپن ہی ہم میں اپنے والد کے سائے سے محروم ہو گئے۔ انھوں نے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان کے قائم کیے ہوئے آریو ویدک اور یونانی طبیہ کالج دہلی سے طبیب کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ اور اپنے بڑے بھائی حکیم عبد الحمید صاحب کی زیر سرپرستی مطب کا آغاز کیا۔ انھوں نے اپنے والد کے قائم کردہ ہمدرد دواخانہ کے انتظامی امور اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مل کر سنبھالے۔ اور یہ عزم کیا کہ ہمدرد کو دنیا بھر میں متعارف کرائیں گے۔

اپنے بڑے برادر و بزرگ حکیم عبد الحمید کی رفاقت میں ۲۸-۲۹ سال گزارے ان کی صحبت و تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ حکیم محمد سعید بنے۔ اپنے بھائی کی تربیت کے مختلف انداز کا ثمر تھا کہ ان میں جدوجہد، محنت و مشقت، صبر و استقلال جیسی صفات پیدا ہو گئیں۔ آزادی کا سورج طلوع ہوتے ہی حکیم صاحب کی سوچ کا انداز بھی بدل گیا۔ انھوں نے ہمدرد کی ترقی و ترویج کے لیے پاکستان کا انتخاب کیا۔ پاکستان کی آزاد فضا ان کی طبعیت اور مزاج کے عین مطابق تھی۔ انھوں نے ہندوستان میں اپنے جمے جمائے کاروبار کو چھوڑا۔ اور ۹ جنوری ۱۹۴۸ء کی صبح دہلی کے ہوائی اڈے پر اپنے ہر دل عزیز بھائی حکیم عبد الحمید کو غمگین چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ قدرت نے حکیم صاحب کو جفاکشی، عزم و ہمت، ثابت قدمی اور اصول پسندی کی ایسی صفات سے نوازا تھا۔ جنہوں نے ان کی زندگی مثالی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

انھیں طب، سائنس، تاریخ، ثقافت سے دلچسپی تھی۔ انھوں نے دنیا بھر کی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ اور سو سے زیادہ مقالات پیش کیے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں خداداد صلاحیتوں سے کام لیا۔ مختلف شہروں میں مطب کھولے۔ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ سیاحت کے بھی رسیا تھے۔ انھوں نے تقریباً پوری دنیا کی سیر و سیاحت کر کے ملکوں کے سفر نامے لکھے۔ انھوں نے نونہالوں اور نوجوانوں کے مستقبل کو محفوظ بنانے کے لئے راہیں ہموار کیں۔ ان کے سفر نامے ان کا سفری سرمایہ ہیں۔ صہبا لکھنوی لکھتے ہیں۔

"پاکستان میں آج ہمدرد دواخانہ (وقف) ہمدرد فاونڈیشن، طب کالج، ہمدرد مطب اور ہمدرد لائبریری اپنی گوناگوں خصوصیات کی بناپر پورے پاکستان میں طب مشرق، علم وادب، دین واخلاق، تاریخ وسائنس کی مثالی خدمات کے لیے شہرت دوام رکھتی ہیں۔ حکیم محمد سعید ان خوش نصیبوں میں شامل ہیں جنہوں نے مسلسل محنت وریاضت سے جس ہمدرد کا پودا لگایا تھا وہ اب ایک تناور درخت کی صورت میں ضرورت مندوں کے لئے سایہ فگن ہے"۔[۲]

انھوں نے شب و روز کی محنت و لگن سے ہمت ہارے بغیر مسلسل اپنے مقصد کے حصول کو جاری رکھا۔ اور مدینہ الحکمت ان کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو بھی تھی اور نصب العین بھی۔ اور انھوں نے کراچی کے وسیع و عریض رقبے پر مدینہ الحکمت یونیورسٹی کا قیام کیا۔ اور اس یونیورسٹی کو دنیا کی عظیم یونیورسٹیوں کی صف میں لانے کے لیے مسلسل جدوجہد جاری رکھی۔ تب کہیں جاکر یہ یونیورسٹی قائم ہوئی۔ اس کی عظمت ووسعت سے آج بھی لوگوں کے دلوں میں دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ ان کے اس منصوبے کا شمار صف اول میں ہوتا ہے۔ جس سے پورے ملک کو فائدہ ہے۔ سفر حکیم محمد سعید کی زندگی میں رچ بس گیا۔ دواسازی کے اداروں کا جائزہ لینے، طبی مراکز کی دیکھ بھال کرنے، دواسازی کی مشینری بنانے والی کمپنیوں سے بات چیت کرنے، کتب خانوں کا جائزہ لینے، قدیم طبی کتابوں کی فہرستیں حاصل کرنے، عوامی صحت کے اداروں سے منسلک رہنے، صحت اطفال کے مراکز کے دورے کرنے کے لئے انھوں نے متعدد ملکوں میں سفر کیے۔ ان کا ہر سفر کسی نہ کسی مقصد کے تحت ہوتا۔ پیشہ ورانہ اسفار کے علاوہ سفارتی سطح پر بھی انھوں نے سفر کیے۔ مقتدر شخصیات کے کہنے پر انھوں نے پاکستان کے تعلقات بہتر بنانے میں بھی معاون کردار ادا کیا۔ مضمون نگار فرید الدین لکھتے ہیں۔

"۱۹۶۳ء کا دورہ چین، جس میں انھوں نے چین پاکستان دوستی کی بنیاد ڈالی۔ وہ اس دورے میں وفد کے سربراہ تھے۔ اگرچہ اس کا سفر نامہ انھوں نے تحریر نہیں کیا۔ البتہ چیدہ چیدہ واقعات مختلف سفر ناموں میں ضرور بیان کیے ہیں۔ اس سفر کی یادگار آپ کی مشہور تصنیف "میڈیسن ان چائنا" ہے۔ مصری حکومت اور وہاں کے سرکاری اور اہم اخبار "الاہرام" کی پاکستان مخالف پالیسی کو تبدیل کرانے میں بھی حکیم محمد سعید کا دخل ہے۔ وہ اس ضمن میں کئی بار قاہرہ گئے۔ اخبار "الاہرام" کے ایڈیٹر سے دوستانہ مراسم پیدا کیے اور انھیں ذاتی مہمان بناکر پاکستان لائے اور اس طرح وہ اخبار جو پاکستان کا نام چھاپنا گوارا نہیں

کرتا تھا۔ اس نے پاکستان کے حق میں گیارہ مضامین شائع کیے۔ یہ سب حکیم محمد سعید کے ذاتی تعلقات کی بنا پر ممکن ہوا"۔ (۳)

پوری دنیا میں ان کا ایک نام اور مقام تھا۔ انھوں نے چین قاہرہ کے سفیروں سے ذاتی تعلقات قائم کیے۔ انھوں نے اعلیٰ سطح پر دوستی کا پیغام بھجوایا۔ اور اپنے امن مشن کو مکمل کیا اور پاکستان کی عزت قائم رکھی۔ انھوں نے کانفرنسوں میں مقالے پڑھ کر طب کا دنیا میں لوہا منوایا وہ لکھتے ہیں۔

"آج میں یہاں ابن سینا انٹرنیشنل ایوارڈ وصول کرنے آیا ہوں۔ عمارت کے اندر انٹرنیشنل جیوری کی جانب سے استقبال کیا گیا۔ اوپر ایک بڑے ہال میں مجھے احترام کے ساتھ لے جایا گیا۔ یہاں جیوری کے بعض اراکان اور روس کے اہل و حکمت جمع تھے۔" (۴)

انھیں ان کانفرنسوں میں ابتدائیہ اور اختتامیہ خطبہ دینے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ جو نا صرف ان کے لئے بلکہ پاکستان کے لئے باعث فخر و افتخار تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

میں یہاں ماسکو اس یونین کے اجلاس سالانہ میں شرکت کے لئے آیا ہوں۔ اس یونین کے ایگزیکیٹو بورڈ اور ٹیکنیکل ڈیویلپمنٹ بورڈ کا مشترکہ اجلاس ہے اس یونین کو تعلیم صحت کے باب میں عالمی حیثیت حاصل ہے۔ نہایت موثر جماعت ہے"۔ (۵)

حکیم محمد سعید نے دیگر ممالک میں ہمدرد قائم کرنے اور مدینۃ الحکمت کے قیام کے لئے بہت پاپڑ بیلے تب کہیں جا کر ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ حکیم محمد سعید کا مشاہدہ بہت گہرا تھا وہ معمولی باتوں کو بھی نوٹ کر لیتے تھے۔ ان کے سفر ناموں میں بھی ان کے مشاہدات لائق تحسین ہیں۔ ان کے زیادہ تر مشاہدات ہوائی میدانوں، ہوٹلوں، ہوائی جہازوں کانفرنسوں، کتب خانوں کے ہوتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"کراچی سے فرینکفرٹ تک ہوائی جہاز کی خواتین میزبانوں نے مسافروں کا ایسا خیال رکھا کہ باید و شاید۔ ناشتا دیا۔ ان کو کھانا دیا۔ پھر بار بار جوس دیا۔ اترنے سے پہلے چائے، سینڈوچ دیے۔ غرض پورے دس گھنٹے یہ خواتین بھاگ دوڑ کرتی رہیں۔ آفرین ہے ان پر"۔ (۶)

ان کے ایک اور سفر نامے سے بھی ان کے گہرے مشاہدے کی مثال دی جاسکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"دنیا کے ہوائی میدانوں میں لندن کا ہیتھرو ہوائی میدان بہت بڑا ہے۔ یہاں دنیا بھر سے ہوائی جہاز ہزار ہا انسانوں کو لاتے لے جاتے ہیں۔ اس وقت یہ عالم ہے کہ ہر ۳۰ سیکنڈ میں ایک جہاز اترتا یا اڑتا تھا۔"(۷)

انھوں نے ہوائی میدانوں میں انتظار کے دوران جہازوں کی آمدورفت کا اندازہ لگایا۔ اور ان کے مشاہدے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہر ۳۰ سیکنڈ میں ایک جہاز اڑتا یا اترتا تھا۔

حکیم محمد سعید کی شخصیت نگاری ان کے ہم عصر سفر نامہ نگاروں کی طرح ہے۔ انھیں فنی مہارت پر عبور حاصل ہے۔ ان کی فنی مہارت میں کہیں سے بھی کوئی سقم دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے سفر نامے ایک معیار رکھتے ہیں۔ انھوں نے سفر ناموں میں اپنے معیار کو قلب و ذہن اور ضمیر کی روشنی اور کشادگی سے برقرار رکھا۔ انھوں نے اگر کسی غیر قوم کی خوبی کو دیکھا تو اسے بھی دل کھول کر سراہا اور اگر اپنی کوئی خامی دیکھی تو اسے بھی خندہ پیشانی سے تحریر کر دیا۔ یہی ان کی ظاہری و باطنی شخصیت کی خوبی ہے۔ ظہور احمد اعوان حکیم محمد سعید کے بارے میں لکھتے ہیں

"ذاتی کھربوں روپے لگا کر مدینۃ الحکمت بسایا۔ ساری دنیا سے گھوم پھر کر لاکھوں کتابیں جمع کیں، اردو ادب میں سب سے زیادہ سفر نامے لکھنے کا اعزاز حاصل کیا۔ تاریخ و آثار قدیمہ میں ریسرچ کر کے نئے مقامات اور موضوعات دریافت کیے۔ محمد بن قاسم کی گزر گاہوں کو تلاش کیا۔ تواسوان ڈیم پر جا جا کر ابن الہیثم کے کتبے لگوائے۔ چالیس پچاس سالوں سے پابہ جہاز ہیں۔ قطب شمالی جنوبی پاتال کسی جگہ کو نہیں چھوڑا۔ کبھی نیاگرا کے جغرافیائی طلسمات کے سامنے نیلا کوٹ پہنے عظمت خداوندی کے حضور شرابور حالت میں سجدہ ریز ہیں تو کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں کی گرد اور گرم ہوا پھانک رہے ہیں"۔(۸)

انھوں نے سفر کو وسیلہ ظفر کہا ہے۔ انھوں نے سفر کے سرمائے سے ملک کی خدمت کی۔ انھوں نے ملکوں ملکوں جا کر وہاں کی اقوام سے مسلمانوں کا موازنہ کیا۔ بہترین مشورے دیے۔ غیر اقوام کی برائیوں سے سبق حاصل کیا۔ اور اچھی چیز دیکھی تو اپنے ملک میں پھیلانے کی کوشش کی۔

حکیم محمد سعید کو اپنے وطن سے بہت محبت تھی۔ پاکستان کے حکمرانوں نے پاکستان کا جو حشر کیا۔ اس پر سبھی وطن پرستوں کا غصہ بجا تھا۔ انھوں نے اپنے سفر ناموں میں ہی اس کا اظہار کیا۔ ان کا دل پاکستان میں بے

مقصدی، بے عملی، بدعنوانی، رشوت ستانی پر کڑھتا تھا۔ ان کے نزدیک پاکستان کی نظریاتی اساس بھی خطرے میں تھی۔ وہ مسلم امہ کے غم میں جلتے تھے۔ طب مشرق کے احیا کی مسلسل جنگ لڑ رہے تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"پاکستان کے سیاسی بازیگروں نے ہر حکمران کو بدنام کر کے چھوڑا ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ اب ہم اپنی نصابی کتابوں میں اپنے کسی حکمران کا ذکر نہیں کر سکتے۔ جس طرح ہم اپنی تاریخ لکھنے سے شرماتے ہیں اسی طرح ہم اپنی نصابی کتب میں حکمرانوں کے نام شریک کرنے سے کتراتے ہیں۔ بلاشبہ یہ افسوس ناک ہے۔"۔ (۹)

"تربیت اطفال اور نوجوان" حکیم محمد سعید کا خاص موضوع تھا انھیں اس سے رغبت تھی۔ وہ نوجوانوں کو ملک کا محافظ سمجھتے تھے۔ اور ان کا مستقبل روشن دیکھنا چاہتے تھے۔ بچوں کے لئے رسالہ "ہمدرد نونہال" بھی جاری کیا۔ نونہالوں اور نوجوانوں کی کردار سازی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ نونہالوں کے ذہن و فکر میں بصیرت پیدا کی۔ تعلیم و تربیت کے انتظامات کیے۔ انھوں نے ہمدرد کا ادارہ ہی نوجوان نسل کی فلاح کے لئے قائم کیا۔ نوجوانوں اور نونہالوں کی پر خلوص تعمیری جدوجہد میں اعلیٰ کردار ادا کیا۔ زندہ اقوام کے لیے نوجوانوں کو سرمایہ قرار دیا۔ کیونکہ وہ وطن عزیز کی ترقی میں سب سے زیادہ اہمیت انہی کو دیتے تھے۔

انھیں یہ یقین تھا کہ جب وہ نونہالوں اور نوجوانوں کی ذہنی نشوونما اور صحت و تعلیم کا خصوصی انتظام کریں گے۔ تو وہ بھی اپنے وطن کو مایوس نہیں کریں گے۔ اور آنے والے حالات میں شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے۔ اور مخالف قوت کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے۔ اور یہ ساری محنت و کوشش انھوں نے پاکستان کو پستی کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر کی۔ انھیں معلوم تھا کہ مستقبل میں پاکستان کو عظیم راہنماؤں کی اشد ضرورت پڑے گی۔ تو کیوں نہ ہم نوجوانوں کی تربیت اس انداز سے کریں کہ کل کو وہ دیانت دار راہنما بن کر سامنے آئیں۔ ان کے خیال میں یہ کوشش آنے والے دنوں میں ایماندار، دیانتدار اور صداقت پر مبنی سیاست و قیادت کو جنم دے سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"شام ہمدرد ایک ایسا ادارہ ہے جو پاکستان میں پورے تسلسل کے ساتھ تعمیر اذہان میں مصروف ہے۔ شاید پاکستان میں یہی واحد ادارہ ہے۔ جسے چالیس سال سے دوام نصیب ہے۔ اس شام ہمدرد کا نیا نام شوریٰ ہمدرد ہے۔" (۱۰)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

انھوں نے شوریٰ کو باقاعدہ ایک تحریک کہا۔ کیونکہ شوریٰ ہمدرد ہی ایسی تحریک ہے۔ جس کا مقصد ہی پاکستان کی رفعت و عزت میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ شوریٰ ہمدرد تدبر اور ذکاوت کا دوسرا نام ہے۔ جس کا مقصد پورے اخلاص کے ساتھ عوام کو صراط مستقیم پر چلانا ہے۔

انھوں نے پاکستان میں طب کا شعور بیدار کیا اور مغرب میں جاکر بھی طب کا پرچار کیا۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کو سکون سے نہ چھوڑا اور اسے طب کی افادیت ماننے پر مجبور کر دیا۔ چین کا دورہ کر کے تقاریر کیں۔ اکتیس دنوں کے قیام میں ستائیس تقریریں طب پر تھیں۔ اور انھوں نے ثابت کیا کہ طب عربی نے طب چینی کو کہاں متاثر کیا ہے۔ اور چین کا طب عربی نے کیا اثر قبول کیا ہے۔ اپنے وفد پاکستان اور چین کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کی۔ اور کشیدہ تعلقات کو بھی دوستی میں تبدیل کر دیا۔ چین اور پاکستان کے ذرائع ابلاغ ان کے وفد کی سرگرمیوں سے بہت متاثر تھے۔

پاکستان میں حمایت طب کے لیے چین بے حد سرگرم عمل رہا۔ اور انھوں نے طب چینی کو سمجھ کر "میڈیسن ان چائنا" کتاب بھی مرتب کی۔ انھوں نے اپنی تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ ہر کانفرنس میں طب کی آواز کو بلند کیا۔ ان کی اس کوشش سے دنیا بھر میں جو بھی کانفرنس ہوتی اس میں باقاعدہ طب کا ایک شعبہ بنایا جاتا۔ انھوں نے پاکستان میں ۱۹۶۹ء میں تاریخ سائنس کا بھی آغاز کیا۔ دنیا میں ہر سمت عرب و اسلام کی تاریخ سائنس موضوع فکر بن رہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں

> "دنیائے اسلامی کا ایک عظیم سپوت ڈاکٹر سید حسین نصر تھا۔ ڈاکٹر حسین نصر اسلامی سائنس کے علمبردار ہیں۔ انھوں نے ایران میں تاریخ سائنس کی تحریک کو وقار بخشا۔ لندن میں معرکتہ الآرا ورلڈ آف اسلامی فیسٹول ہوا۔ جس کے میں اور ڈاکٹر حسین نصر مرکزی مشیر تھے۔ اس اسلامی تاریخ ساز پیش رفت میں ڈاکٹر حسین نصر کا یہ کارنامہ ہے کہ اسلامی سائنس کا میوزیم ان کے زیر اہتمام قائم ہوا"۔[۱۱]

انھوں نے سائنس اور میڈیسن میں پیش رفت کی۔ ایران کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا۔ پاکستان میں بھی اطباء کو بیدار کیا اور احیائے طب کے عنوان پر ان میں فکر پیدا کیا۔ طب عربی کو انھوں نے طب اسلامی کا نام دیا۔ عربوں نے تحقیقات نباتات میں بہت اہم کام کیے۔ مشرق و مغرب میں آج بھی یہی مانا جاتا ہے کہ طب عربی بہت صحیح ہے۔ طب کو غیر سائنسی کہنا غلط ہے۔ پاکستان میں طب کا قیام اور اس کی ترقی کا سہرا ان حکیموں کے سر

ہے۔ جنہوں نے پوری سائنسی قوت کے ساتھ طب کو تسلیم کیا۔ اور اس کو پھیلانے کی کوشش میں کامیاب ہوئے۔ ہمدرد نے اس سلسلے میں عالمی ادارہ صحت میں بھی اس کو کامیاب بنانے کی جدوجہد کی۔ انھوں نے خود بھی ۱۰۰ سے زائد ممالک میں جا کر طبی کانفرنسوں میں شرکت کر کے مقالات پڑھے اور لوگوں کو قائل کیا۔ صحیح معنوں میں ہمدرد نے طب کی سائنسی جنگ لڑ کر عالمی سطح پر تحقیقی کاموں میں کامیابی حاصل کی۔

دنیا بھر کے عظیم سائنس دان کانفرنسوں میں شریک ہوئے یونیسکو میں جو کانفرنس ہوئی۔ اس کا آغاز پاکستان اور ہندوستان میں ہمدرد نے ہی کیا۔ حکیم محمد سعید نے وقت کی جتنی قدر کی اتنی ہی وقت نے بھی ان کی قدر کی۔ وہ وقت کے بے حد پابند تھے۔ تقریبات میں وقت مقررہ پر پہنچنا ان کا معمول تھا۔ وہ وقت کی قدر کرنے کے ساتھ ساتھ دیانت دار اور سچائی کا پیکر بھی تھے۔ ان کا ہر لمحہ قیمتی تھا۔ انھوں نے وقت کی قدر کر کے ہی اپنی منزل پائی۔ وہ باقاعدگی سے علی الصبح کام شروع کر دیتے۔ مطب جا کر مریضوں کو دیکھنا، لکھنے پڑھنے کا کام، فاونڈیشن کے معاملات کی دیکھ بھال ثقافتی اور ادبی جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کرنا اور میزبانی کے فرائض انجام دینا ان کا معمول تھا۔ شاید ہی کسی نے اتنے زیادہ سفر کیے ہوں جتنے انھوں نے کیے۔ ہوائی جہاز میں بیٹھ کر بھی وہ وقت ضائع کرنے کی بجائے کام کرتے رہتے تھے۔

مقام ابراہیم پر بیٹھے ہوئے اچانک انھیں یہ ہدایت ملی کہ انھیں تعلیم کے موضوع پر کام کرنا چاہیے۔ اور تعلیم و تربیت کے میدان میں اپنی خدمات انجام دینا چاہیے۔ بس یہیں سے انھوں نے اس کام کا بیڑا اٹھانے کا عزم کیا۔ اور ملت اسلامیہ میں تعلیم کا شعور بیدار کرنے کے لئے انھوں نے تعلیم سائنس اور ثقافت کا ایک نیا شہر آباد کر کے دکھایا۔ انھوں نے تعلیم کی اسلامی تشکیل میں اپنی تحریروں میں ملی شعور اور اخلاقی تربیت کی مثالیں دیں۔ ان کی انہی تحریروں کے اثر سے تعلیم کا ایک نیا تصور انسانی ذہن اور روح میں رچ بس گیا۔

انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے علم و عمل اور نصاب تعلیم بہت ضروری ہے۔ تعلیم کے اعلیٰ مدارج طے کیے بغیر احترام انسان قائم نہیں کیا جا سکتا۔ انسان اور حیوان اسی فرق سے علیحدہ ہیں کہ تعلیم ہی کی بدولت انسانیت کی معراج کو اوج کمال حاصل ہے۔ اخلاقی قدریں انسان کو انسانیت کی دولت سے مالا مال کرتی ہیں۔ اور روح تعلیم انسانیت کی سربلندی اور سرفرازی جیسی دولت مہیا کرتی ہیں۔

تعلیم ہدف اول ہونا بہت ضروری ہے۔ قوموں کا عروج و زوال علم کی ترقی پر ہی مبنی ہے۔ وہی قومیں عروج پاتی ہیں۔ جو تعلیم کی قدر کرتی ہیں۔ جاہل اقوام کبھی سربلند نہیں ہو سکتیں۔ انھوں نے پاکستان کے سیاست

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

دانوں کو بھی اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اگر وہ پاکستان کے مخلص ہوتے تعلیم بنیادی شرط رکھتے لیکن انھوں نے اس طرف توجہ ہی نہ کی۔ اور نہ ہی انھوں نے خواتین کی تعلیم کو ضروری سمجھا۔ نہ ہی کوئی دارالعلوم تعمیر کروائے۔ جبکہ اسلام مرد وعورت کی مساوی تعلیم کا حامی ہے۔

انھوں نے صاف الفاظ میں پاکستان کی تعلیم کو ضروری قرار دیا۔ پاکستان کی سربلندی و استحکام تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔ انھوں نے آزاد پاکستان میں زندگی بسر کی۔ غلامی کو برداشت نہ کیا۔ وہ پاکستان کے تعلیمی نظام سے بھی نالاں تھے۔ ان کے خیال میں نوجوانوں کی تعلیم کے معاملے میں صحیح راہنمائی نہیں ہورہی۔ وہ آزادی کے بعد پاکستان ایک مسیحا بن کر آئے اور انھوں نے آتے ہی پاکستان کے بڑے مسائل تعلیم اور طب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر ساری عمر اس کی ترقی کے لیے کوشاں رہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

> "میرا میدان تعلیم میں ورود الہامی بھی ہے۔ اور آفاقی بھی۔ مقام ابراہیم (مکتہ المکرمہ) کعبتہ اللہ میں مجھے یہ روشنی ملی کی مجھے تعلیم کے میدانوں میں کام کرنا چاہیے۔ زیارت رسولؐ کا شرف میرے لیے حاصل زندگی ہے۔ اس میں مجھے ہدایت ملی ہے۔ کہ میں تعلیم وتربیت کے میدان عمل میں آوں۔ میں نے ایک فریضہ یہ انجام دیا ہے۔ کہ ملت پاکستانیہ میں حفظ تعلیم اور تحصیل تعلیم کا شعور پیدا کر دیا ہے۔ (سیاست دانوں کے الفاظ میں، میں نے ان کے لئیے مسلہ پیدا کر دیا ہے۔ اور دوسرا قدم یہ اٹھایا ہے۔ کہ ایک شہر سائنس و ثقافت آباد کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ سلسلہ تعلیم جاری و ساری رہے۔ میرا ایمان یہ ہے کہ تعلیم و تعلم کے لیے مجھے تائید غیبی حاصل ہے اسی لیے میں دیانت وامانت سے یہ خدمت کرتا رہوں گا۔ اور ہر اس قوت سے ٹکراجاوں گا جو میری اس خدمت کے خلاف ہے اور مجھ سے برسرپیکار ہوئی ہے۔"(۱۲)

اس ہدایت کے ملنے کے بعد شاید ہی پورے برصغیر میں کوئی ہو کہ جس نے کسی لالچ کے بغیر ملی و قومی تعلیم وتربیت اور معاشرے اور ملک کی فلاح کے لیے اتنے وسیع پیمانے پر قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہوں۔ جتنے کہ انھوں نے دیے۔ انھوں نے تعلیم دینے کا اہتمام کیا۔ کروڑہا روپے لگا کر تعلیم کا سب سے بڑا مرکز قائم کیا۔ طلبہ کو دین کی اعلیٰ تعلیم سے سرفراز کیا۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

وہ جب تک زندہ رہے ان کی ساری توجہ تعلیم پر رہی انھوں نے مینجمنٹ، سائنسز، انفارمیشن ٹیکنالوجی، ہمدرد میڈیکل کالج، کالج برائے طب مشرق، باغ نباتات، ہمدرد انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن (بی ایڈ۔ ایم ایڈ، پی ایچ ڈی) ہمدرد کالج آف فارمیسی جیسے ادارے کھولے۔ اور بڑے پیمانے پر تعلیم کو عام کیا۔ ان کا ہر ادارہ اپنی اپنی جگہ تعلیم کے لئے سرگرم ہے۔ انھوں نے گورنر کے عہدے پر ہوتے ہوئے سندھ میں چار یونیورسٹیاں قائم کر دی تھیں۔ انھوں نے معلم کے درجے کو بھی بہت اعلیٰ قرار دیا۔ اساتذہ کا احترام ان کے نزدیک سب سے بڑی سعادت تھا۔ ان کے نزدیک انسان تعلیم کے بغیر نامکمل ہے اور تربیت کے بغیر اس میں تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی۔ لہذا تعلیم تربیت کے بغیر انسان و معاشرہ اور ملک بالکل اسی طرح ہیں جس طرح روح کے بغیر جسم۔ اس لیے وہ انسان جسے اللہ نے زمین پر اپنا نائب بناکر بھیجاہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کر کے انسانیت کی معراج کو پہنچے۔

حکیم محمد سعید پاکستان کے لیے ایک درد مند دل رکھتے تھے۔ وہ پاکستان کو ایک خوشحال ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ ملک میں بڑھتی ہوئی کرپشن سے بہت پریشان تھے وہ جانتے تھے۔ کہ مسلمان اسلامی تعلیمات سے دور ہوئے جارہے ہیں۔ اور کرپشن کسی ملک میں اسی وقت ہوتی ہے جب انسان قرآن و حدیث سے دور ہو جاتا ہے اور جب اسے توحید و رسالت اور آخرت کی فکر نہیں ہوتی تو پیسے کی ہوس بڑھ جاتی ہے رشتوں کی تمیز کے ساتھ ساتھ رشوت کی تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور معاشرے میں کرپشن بڑھنے لگتی ہے گویا آوے کا آوا ہی بگڑ جاتا ہے۔ اپنی دولت میں مزید اضافے کے لیے انسان رشوت کے سمندر میں غرق ہو تا چلا جاتا ہے۔ اچھے برے کی تمیز سے بے نیاز دولت جمع کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ وہ پاکستان کے بیورو کریٹوں کی اصلیت سے بھی واقف تھے۔ جو ورلڈ بینک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور پاکستان کے وزیر خزانہ کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ اور ان کی اربوں کی رقمیں کھربوں تک جا پہنچتی ہیں۔ اگر پاکستان کے بیورو کریٹ ایسا نہ کرتے تو تعلیم و صحت کو فروغ ملتا۔ پاکستان کے بیورو کریٹوں کی وجہ سے نہ ہی پاکستان تعلیم میں آگے بڑھ سکے گا اور نہ ہی صحت کے مسائل حل ہوں گے بلکہ پاکستان غربت زدہ، مفلس کہلائے گا۔ اور ملک کی ساری دولت غیر ملکیوں کے بینکوں میں بھرتی جائے گی۔ حکیم محمد سعید جرات و بہادری کی عمدہ مثال تھے۔ انھوں نے نہ ہی کبھی جھوٹ بولا بلکہ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیا وہ کسی بھی قسم کے ڈر و خوف سے مبرا تھے۔ ہر بات صاف کھلے انداز سے سچائی سے کہہ دینے کے عادی تھے۔ وہ پاکستان کی کرپشن کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان میں آج یہ ظالمانہ کھیل نہایت روانیوں کے ساتھ کھیلا جارہا ہے۔ اب سب جانتے ہیں۔ کہ نیا نظام ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے زیر سایہ آئے گا۔ اس سے قبل کہ ان دونوں کی حکومت قائم ہو جس قدر ممکن ہو دولت بٹور لینی چاہیے۔ اس لیے آج کرپشن زوروں پر ہے"۔ (۱۳)

حکیم محمد سعید ایک ہمہ گیر شخصیت اور طبیب، سیاح، صاحب طرز ادیب اور ہمدرد یونیورسٹی کے چانسلر بیک وقت کئی روپ ان میں پوشیدہ تھے۔ اندر اور باہر سے روشن شخصیت کے مالک نوجوانوں اور نونہالوں کے دوست وغمخوار اور پاکستان کے مخلص نمائندہ تھے۔ طب مشرق کا فروغ، سائنس کی ترقی، ثقافت، تاریخ، تہذیب غرض ہر شعبے میں ان کی خدمات قابل قدر تھیں۔ گذشتہ چالیس سال سے ہمدرد کی خدمات کر کے نئی نسل کی تربیت، تعلیم اور کردار سازی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں ہمدرد کا انعقاد کیا۔ وہ پاکستان کے لیے اعلیٰ مفکر و مدبر اور عظیم راہنما ثابت ہوئے۔ وقت کا کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر شب و روز کی انتھک محنت شاقہ کے باوجود زندگی ہنس کر گزارتے تھے۔ ان کا نام سنتے ہی علم و حکمت، شرافت، صداقت، دیانت، محنت وجدوجہد اور دین و اخلاق کی طرف لامحالہ ذہن جائے گا۔

وہ ایک سچے صحافی اور ادیب کی حیثیت سے اچھے قلم کار بن کر ابھرے اور انھوں نے نونہالوں کے معصوم ذہنوں میں قلم کی عظمت و آبرو کو نقش کر دیا۔ وہ نونہالوں کے وجود کو فرشتہ سمجھتے تھے۔ انھوں نے اسی سلسلے میں نونہالوں کے لیے شام ہمدرد کا آغاز کیا۔ تاکہ نونہالوں اور نوجوانوں میں حب الوطنی، محنت، سادگی، بردباری، قناعت اور خود اعتمادی کے جذبوں کو فروغ ملے۔ اور وہ ملک ملت کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کریں۔ اور ثابت قدم رہیں۔ انھوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے مدینہ الحکمت جیسی درس گاہ بنائی۔ سیمناروں میں شرکت کر کے پاکستان کی نمائندگی کرتے۔ کانفرنسوں میں مقالات پڑھتے تقریر کرتے۔ اور اپنی دلفریب اور عالمانہ شخصیت کی بدولت کئی ممالک کے ساتھ پاکستان دوستی کے تعلقات استوار کیے۔

انتشار فکر کی اس فضا میں ان کے سفر نامے صحت مندی کی عمدہ مثال ہیں۔ ان کے سفر نامے عمدہ دستاویزات بھی ہیں۔ ان کی قلمی کاوشوں پر جب کوئی تخلیق کار نگاہ عکس ریز ڈالتا ہے تو داد دیے بغیر نہیں رہتا۔ انھوں نے حقیقی تجربات و مشاہدات کی بدولت اپنی الگ شناخت کروائی۔ انھوں نے جذبات و تاثرات کا تاثر اس طرح سیدھے سادھے انداز میں دیا جو دلوں کو چھو لینے کے مترادف تھا۔ انھوں نے اپنے سفر ناموں میں تاریخ و جغرافیہ

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

کے علاوہ طب، تعلیم و تربیت، تہذیب و تمدن، ثقافت کے بہت سے گوشے روشن کیے ہیں۔ سادہ و شستہ اسلوب کی بدولت انھیں ہر جگہ پذیرائی ملی۔ سفر نامہ نگاروں میں ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ انھوں نے مختلف ممالک کی تہذیب و ثقافت اور تعلیم رسول ﷺ کے بارے میں نایاب معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انھوں نے سفر ناموں کو تحقیق کی چھلنی میں چھان کر شگفتہ اسلوب کی آمیزش کر کے سلیقے سے پیش کیا ہے۔ ان کی جدوجہد کا مقصد یہی تھا کہ تندرست اور باشعور معاشرے میں باہمت اور روشن خیال نسل جنم لے سکے۔ وہ تاریخ کا ایک شاندار باب رقم کر کے جاتے جاتے انمٹ نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ وہ اپنے کردار کی سبھی خوبیوں کے ساتھ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عبد المتین، ڈاکٹر، بحوالہ کتاب سعید۔ مرتبہ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، ہمدرد فاونڈیشن ناظم آباد کراچی ۱۹۹۸ء، ص ۶۱۸۔۶۱۹

۲۔ صہبا لکھنوی (مضمون سعی و پیہم کی اچھوتی داستان) کتاب سعید مرتبہ ظہور احمد اعوان ہمدرد فاونڈیشن ناظم آباد کراچی ۱۹۹۸ء، ص ۱۰۸

۳۔ فرید الدین "مضمون نگار "مضمون "حکیم محمد سعید کی سفر نامہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ "شعبہ جاتی تحقیقی مجلہ، تحقیق شمارہ ۳۲ جولائی تا دسمبر ۲۰۱۶ جام شورو یونیورسٹی سندھ، ص ۱۷۵

۴۔ حکیم محمد سعید، ورون روس دید و شنید، ہمدرد فاونڈیشن کراچی ۱۹۸۰ء، ص۔ ۳۳۱

۵۔ حکیم محمد سعید ماوراالبحار ہمدرد اکیڈمی کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۳۷

۶۔ حکیم محمد سعید "سعید سیاح جرمنی میں" ہمدرد فاونڈیشن کراچی ۱۹۹۴ء، ص۔ ۴۲

۷۔ حکیم محمد سعید "سعید سیاح پھر لندن میں" ہمدرد فاونڈیشن کراچی ۱۹۹۵ء، ص۔ ۸

۸۔ کتاب سعید، ہمدرد فاونڈیشن کراچی ۱۹۹۱ء، ص۔ ۱۸۱

۹۔ حکیم محمد سعید کے انٹرویوز، روبرو، مرتبہ رفیع الزماں زبیری، ہمدرد فاونڈیشن کراچی اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص۔ ۱۳۴

۱۰۔ ایضاً، ص۔ ۸۷

۱۱۔ ایضاً، ص۔ ۴۰

۱۲۔ ایضاً، ص۔ ۱۰۸

۱۳۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۰